❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اسلام
وقت 5-7 منٹ

مذہب میں۔ آزادی، بااختیاری اور خود مختاری کہاں تک جائز ہے؟

(تقریر نمبر3)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔(التحریم:7)

کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن پتھر اور انسان ہیں۔

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے
کر انکے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

معزز سامعین! نوجوانوں کو اسلام کہاں تک آزادی، بااختیاری، خود مختاری کا نعرہ بلند کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اِس عنوان پر دو تقاریر خاکسار اِس سے قبل کر چکا ہے۔ چونکہ اِس عنوان میں ایک پہلو والدین کی ذمہ داریوں کا بھی نکلتا ہے کہ اُنہیں بچوں کی ایسے رنگ میں تربیت کرنی چاہئے کہ اِن کے بچے اسلام احمدیت کے بیان فرمودہ حدود و قیود میں رہیں۔ اسلامی و قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا رہیں اور ناجائز طور پر آزادی، بااختیاری اور خود مختاری کا مطالبہ نہ کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے، مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وُہ اولاد کی تربیت اور ان کو عُمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں، نہ کبھی اُن کے لیے دُعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیت کو مدِّ نظر رکھتے ہیں۔

میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دُعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بُری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں، تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے ہیں۔

لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں، مگر نہ اس لیے کہ وہ خادمِ دین ہو بلکہ اس لیے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلّقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی اُمید اس سے کیا ہو سکتی ہے؟۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچّوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسّر آ سکتی ہے

کہ وُہ فسق وفجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عِبادُ الرّحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شَے پر مقدّم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متّقی ہو تو ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متّقی ہونے کی بھی دُعا ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 562-563 ایڈیشن 1988ء)

اگر والدین بچوں کی نیک اور اسلامی اصولوں پر تربیت کریں گے اور اپنی اولاد کو نیکی میں حضرت ابراہیمؑ اور دیگر انبیاء کی پیروی کی تلقین کرتے رہیں گے تو اولاد بھی اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کی صفات کی مالک ہوں گی۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَ اَحْسِنُوْا اَدَبَہُمْ کے الفاظ میں تربیت اُولاد کا ایک اہم اُصول بتا دیا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

(ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالد رقم: 3671)

پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ صَبِیٌّ فَلْیَتَصَابَ لَہٗ

کہ جس کے ہاں کوئی بچہ ہو تو وہ اُس کی اچھی تربیت کرے۔

(دیلمی الفردوس بماثور الخطاب رقم: 5598)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 19 ستمبر 2021ء کو مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"آپ میں سے بہتوں کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بہترین تحفہ جو ایک باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے وہ بچے کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کرنا ہے۔"

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متّقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔ قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا (الکھف : 83) اِن کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 110 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں یہ دُعا سکھائی ہے کہ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ (الاحقاف:16)

میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دُعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دُعا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 456 ایڈیشن 1988ء)

پھر مرد کے فرائض میں سے بچوں کے حقوق بھی ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لیے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا حق ہے۔

(الادب المفرد للبخاری باب بر الاب لولدہ)

بچوں کی تربیت صرف ماں کی ذمہ داری نہیں ہے۔ بیشک ایک عمر تک بچے کا وقت ماں کے ساتھ گزرتا ہے اور انتہائی بچپن میں ماؤں کی تربیت بچے کی تربیت میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن اس سے مرد اپنے فرائض سے بری الذمہ نہیں ہو جاتے۔ والد کو بھی بچوں کی تربیت میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ خاص طور پر لڑکے جب سات

آٹھ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو اس کے بعد پھر وہ باپوں کی توجہ اور نظر کے محتاج ہوتے ہیں، ورنہ خاص طور پر اس مغربی ماحول میں بچوں کے بگڑنے کے زیادہ امکان ہو جاتے ہیں۔

والد کو جہاں بچوں کی عزت و احترام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان کے اخلاق اچھے ہوں وہاں ان پر گہری نظر رکھنے کی بھی ضرورت ہے تا کہ وہ ماحول کے بداثرات سے بچ کر رہیں۔ جہاں ہمیں اپنے ارد گرد کے ماحول پہ نظر رکھنے کی ضرورت ہے وہاں گھر میں مرد حضرات کو چاہیے کہ بچپن ہی سے گھر میں موجود لڑکوں کو اولادِ نرینہ سمجھ کر بے لگام چھوڑ دینے یا تمام تر ذمہ داری ماں کے کاندھوں پہ ڈالنے کی بجائے انہیں اپنے قریب رکھیں۔ شفقت سے ان کے سروں پہ ہاتھ پھیریں، انہیں یہ احساس دلائیں کہ بڑے ہو کر انہیں گھر کا ہی نہیں بلکہ معاشرے کا بھی ایک مضبوط انسان بننا ہے۔ تو شاید اس بگڑتے معاشرے میں کچھ سدھار آنا شروع ہو جائے۔

والد کا بچوں سے تعلق بچوں کو ایک تحفّظ کا بھی احساس دلاتا ہے۔ بہت سے باپ بچوں کے رویّوں کے بارے میں شکایت کرتے ہیں کہ ان میں جھجک پیدا ہو گئی ہے یا اعتماد کی کمی پیدا ہو گئی ہے یا غلط بیانی زیادہ کرنے لگ گئے ہیں اور جب باپوں کو کہا جائے کہ بچوں کے زیادہ قریب ہوں اور ان سے ذاتی تعلق پیدا کریں، دوستانہ تعلق پیدا کریں تو عموماً دیکھنے میں آیا ہے پھر اس کے نتیجہ میں بچے کی جو کمزوریاں ہیں یہ دُور ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ پس بچوں میں باہر کے ماحول سے تحفّظ کا احساس دلانے کے لیے ضروری ہے کہ باپ کچھ وقت بچوں کے ساتھ باہر گزار کر آئے۔

باپوں کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ دینی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ جہاں بچوں کی تربیت کی طرف عملی توجہ دیں وہاں ان کے لیے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں۔ یہ بھی ضروری چیز ہے۔ تربیت کے اصل پھل تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لگتے ہیں لیکن جو اپنی کوشش ہے وہ انسان کو ضرور کرنی چاہیے۔

سامعین! تربیت کے طریق اور بچوں کے لیے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔ ہم تو اپنے بچوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 5)

ایک نوجوان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک سوال اطفال، ان کے والدین اور تربیت کے حوالے سے پیش کیا کہ کچھ اطفال کے والد کو ان کی تربیت کا خیال نہیں ہوتا مثلاً ان کو اطفال کلاسز کے لیے مسجد میں لانا یا دینی تعلیم کے بہتر کرنے میں سستی ہوتی ہے اور ماؤں پر سارا بوجھ ڈالا جاتا ہے۔

اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ

”اگر باپ اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا نہیں کر رہے اور سارا بوجھ ماؤں کے کندھوں پر ہے، خصوصاً جب لڑکے ایک خاص عمر کو پہنچ کر اپنی ماؤں کی باتیں سننا ہی نہیں چاہتے ہیں، جب تک باپ کا اس میں دخل نہ ہو، تو ان معاملات میں خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کو ان بچوں کی نگرانی کرنی چاہیے۔ ان سے دوستی کریں اور اطفال اور خدام میں سے ان کے ہم عمر تربیت یافتہ لڑکوں کو آگے لائیں تا کہ وہ ان سے دوستی کر سکیں۔ اس طرح آپ ان کو جماعت سے وابستہ رکھ سکتے ہیں۔

گو یہ ایک چیلنج ہے، لیکن آپ کو اس کے لیے محنت کرنی پڑے گی۔ ایسے لڑکوں سے دوستی کریں اور ماؤں کی مدد کریں اور ان کے باپوں کو بتائیں کہ ان کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے اور اپنے بچوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

ان کو دنیاوی معاملات میں مشغول رکھنے کی بجائے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ سے مدد لیں۔ خدام، انصار، اطفال اور لجنہ کی ایک مشترکہ کوشش ہونی چاہیے تا کہ افراد کی صحیح نہج پر تربیت ہو۔ وہ جماعت سے اور نظام سے وابستہ رہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر والدین تساہل سے کام لے رہے ہیں یا غیر ذمہ دار ہیں اور آپ کچھ کر نہیں سکتے ہیں تو پھر یہ کافی زیادہ challenging مرحلہ ہے۔ اس کے لیے آپ کو جدوجہد کرنی پڑے گی۔“

(الفضل انٹرنیشنل 27 جون 2024ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس احمدی خوش قسمت ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ان کو احمدی گھروں میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور کچھ کو احمدی ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور ان باتوں سے بچا کے رکھا جو باغیانہ روش پیدا کرتی ہیں۔ بعض احمدی بچیوں میں بھی ردّعمل ہوتا ہے، ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ غیر آ کر ہمارے سے متاثر ہوتے ہیں اس لئے کسی بھی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کی جو خوبصورت تعلیم ہے یہ ہر ایک کے لئے ایسی تعلیم ہے جس کا فطرت تقاضا کرتی ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5؍ستمبر 2014ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”لڑکوں کی تربیت کے لئے بھی اور لڑکیوں کی تربیت کے لئے بھی یہ ضروری چیز ہے کہ ان میں انصاف قائم رکھا جائے۔ بعض لوگ لڑکوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس سے جہاں لڑکوں میں خود غرضی پیدا ہوتی ہے، خود سری پیدا ہوتی ہے، خود پسندی پیدا ہوتی ہے اور آخر میں تکبر بھی پیدا ہو جاتا ہے انہی وجوہات کی وجہ سے جو انتہائی برائی ہے وہاں لڑکیوں میں احساس محرومی پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے وہ پھر بعض اوقات اپنے دوستوں اور سہیلیوں میں اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیتی ہیں جو اپنی یعنی لڑکیوں کی آزادی اور اہمیت کے نام پر دین سے دور جانے والی بنا دیتی ہیں۔ پس ایک بچے سے امتیازی سلوک کی وجہ سے صرف ایک بچہ خراب نہیں ہو رہا بلکہ یہ امتیازی سلوک بھائی بہن دونوں کو دین سے دور کرنے والا بن جاتا ہے۔ اس کی طرف احمدی ماؤں کو خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔“

(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2018ء)

✡✡✡✡